الرحیم حیدرآباد دسمبر ۶۳ء

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ماننا پڑے گا کہ شاہ ولی اللہ کے علوم حکمیہ کی طرف

کہ ہونی چاہئے تھی۔ اس سلسلے میں مولانا عبید اللہ سندھی کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ چوبیس سال بعد جب وہ واپس وطن آئے تو انہوں نے آتے ہی خاص طور پر اہل علم کو اس طرف متوجہ کیا اور اپنی زندگی کے آخری دموں تک وہ شاہ صاحب کے علوم حکمیہ کے پڑھنے پڑھانے اور ان پر غور وخوض کرنے کی بڑی شد و مد سے دعوت دیتے رہے مرحوم علمائے کرام سے بار بار یہ کہتے تھے کہ آج یورپ کے فکری وعلمی انقلاب کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے۔ اور اسے سمجھنے، اس کے خیر و شر میں تفریق کرنے اور اس کے اچھے اثرات کو اپنانے اور انہیں عملاً نافذ کرنے کے لئے امام ولی اللہ کے علوم حکمیہ کا مطالعہ بے حد ضروری ہے خدا کا شکر ہے مولانا سندھی مرحوم کی یہ دعوت صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی۔ اور ہمارے علمی حلقوں میں اب شاہ ولی اللہ کے علوم حکمیہ کی ضرورت و اہمیت کا احساس پیدا ہو چلا ہے، اور اہل علم ادھر متوجہ ہو رہے ہیں۔

اس راہ میں ایک بڑی دقت شاہ صاحب کی اصل کتابوں کی نایابی ہے۔ بے شک ان میں سے بعض کتابیں اردو تراجم کی شکل میں دست یاب ہو جاتی ہیں، لیکن وہ اکثر و بیشتر ناقابل فہم ہیں، اور ان سے کما حقہ استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی کی یہ کوشش ہے کہ وہ شاہ صاحب کی اصل کتابوں کے متون کم سے کم عرصے میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرے، لیکن طباعت کی رکاوٹیں اس میں حائل ہو رہی ہیں۔ اس وقت سطعات زیر طباعت ہے۔ اس کے بعد تاویل الاحادیث چھپے گی۔ پھر یکے بعد دیگرے دوسری کتابیں شائع کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے علوم ظاہرہ اور علوم باطنہ کے مطالعے کے سلسلے میں شاہ صاحب کے سوانح حیات اور ان کے افکار و خیالات کے اجمالی جائزے پر ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو شاہ صاحب کے علوم دینیہ و حکمیہ کو سمجھنے کے لئے ایک کلید کا کام دے۔ اکیڈمی اس قسم کی کتاب خود تیار کرا کے شائع کرنا چاہتی ہے لیکن ابھی تک اس کا انتظام نہیں ہو سکا پاکستان یا ہندوستان کے کسی اہل قلم نے